اسلامیہ کے متفقہ ومتحدہ مسئلے یعنی حجیت حدیث رسول ﷺ کے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ احادیث کا ذخیرہ قابل اعتبار نہیں، کیونکہ یہ کتابیں کئی سوسال کے بعد مرتب ومدوّن ہوئی ہیں۔ ایسے نام نہاد صاحبان معرفت اہل قلم حضرات سے چند سوال پیش خدمت ہیں:

[۱] آپ لوگوں پر چودہ سوسال کے بعد کہاں سے یہ وحی نازل ہوئی؟

[۲] قرآن کس شخص پر نازل ہوا؟

[۳] رسول عربی حضرت محمد ﷺ کو آپ صاحبان محض ایک ڈاکیا تصوّر کرتے ہیں؟

[۴] دین اسلام میں قرآن پاک کے اساسی ومرکزی بنیاد ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

[۵] قرآن کی صحیح تفسیر جاننے کیلئے اسلم جیراج پوری، غلام احمد پرویز اور انشاپردازان ''طلوع اسلام'' کی طرف رجوع کرنے کا حکم کس دلیل سے معلوم ہوا، یا اس سے متعلق کوئی وحی نازل ہوئی؟

[۶] آپ لوگ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح نبوت کے دعویدار تو نہیں؟

[۷] اگر نبی ﷺ کا کوئی قول حجت نہیں، تو نبی مکرم کا یہ قول ''مجھ پر قرآن اتارا گیا ہے''۔ کیسے حجت ہوا؟

[۸] امت کو کلام اللہ پہنچانے والا صرف حضرت محمد ﷺ ہے یہ خبر واحد ہے۔ ہر خبر واحد بقول شماظنی ہے اور ہر ظنی بقول شما ناقابل اعتبار ہے۔ تو وہی شکوک وشبہات قرآن کی روایت اور اس کی سند میں جاری کیوں نہیں ہوسکتیں؟

قرآن پاک اجمالاً تمام احکام دین پر مشتمل ایک دستور حیات یا ماٗ خذ وحی ضرور ہے۔ تاہم اس منزل من اللہ کتاب الٰہی کے مستند شارح کی حیثیت صرف رسول مکرّم ہی کی ذات اقدس کو حاصل ہے۔ چونکہ قرآن پاک رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات پر نازل ہوا ہے، لہذا آپ سے بہتر اس کی تشریح وتفسیر اور تصریح کرنے والا ہرگز نہیں۔ آپ کی تمام تشریحات وتفاسیر اور فرمودات بالفاظ عرب'' احادیث الرسول'' ﷺ کے نام نامی سے موسوم ہیں۔ اگر بقول منکرین حدیث ان سب کو قرآن سے علحیدہ کرکے ان کی دینی حیثیت کا اعتبار نہ کیا جائے تو ادارہ طلوع اسلام کے اہل قلم سے مندرجہ بالا آٹھ سوالوں کے علاوہ درج ذیل سوالات کے جوابات بھی صرف اور صرف قرآن مجید سے مطلوب ہیں۔ اپنے مطلب ومقصد کی کتابوں سے حوالہ دینا اخلاقاً شرعاً ورسماً بالکل مناسب نہیں۔

☆☆☆☆☆

سوانح علمائے اہلحدیث بلتستان:

مولانا محمد ابراہیم انصاری رحمہ اللہ

1899ء — 1974ء

حمید اللہ محمد حسن اثری   ترتیب وتقدیم: عبدالرحیم روزی

مولانا محمد ابراہیم انصاری کے نام غواڑی بلتستان میں ایک ممتاز عالم دین اور قد آور شخصیت گزری ہے۔ جن کی خدمات دارالعلوم بلتستان اور غواڑی کے حوالے سے تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ سطور ذیل میں دارالعلوم کی انتظامیہ ومجلس شوری کے صدر، جامع مسجد غواڑی کے خطیب اور مستجاب الدعوۃ شخصیت مولانا ابراہیم انصاری کا ذکر جمیل کیا جاتا ہے۔ اسے مولانا محمد حسن اثری مرحوم کے فرزند حمید اللہ اثری نے بحث میں قلمبند کیا تھا۔

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را   گاہے گاہے باز خواں قصہ پارینہ را

(ادارہ)

☆ نام ونسب اور تاریخ پیدائش:

محمد ابراہیم بن انصار بن علی محمد بن محمد حسن بن محمود بن انصار انصاری کشمیری غواڑوی۔

موصوف کے بیان کے مطابق آپ کا پردادا الشیخ محمد حسن، سید امیر کبیر علی ہمدانی علیہ الرحمۃ کا مرید تھا، جسے امیر کبیرؒ 783 میں کشمیر سے بلتستان ساتھ لے آئے تھے اور آپ کو موضع غواڑی میں نومسلموں کے رشد وہدایت کیلئے بطور معلم چھوڑ گئے تھے۔ (واللہ اعلم) اسی لیے آپ کا خاندان انصار ''اخوند'' یعنی امامت وخطابت کی ذمہ داریوں سے منسلک تھا۔ مولانا محمد ابراہیم انصاری صاحب نے موضع غواڑی کے محلّہ ''منوا'' میں ۱۳۱۷ھ بمطابق 1899ء میں آنکھیں کھولیں۔ (حاجی خلیل الرحمٰن: تذکرہ علمائے بلتستان) آپ کے خاندان کو چوتھے درجے کے دادا انصار کی نسبت سے انصاری کہا جاتا ہے۔

☆ ابتدائی تعلیم اور حصول علم کیلئے سفر:

آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا محمد موسی بن محمد علی کے پاس تین سال تک ''دارالحدیث غواڑی'' میں خوشہ چینی کرتے رہے۔ پھر دوسال مولانا عبدالرحیم یوگوی کے پاس زانوئے تلمذ تہ کیے۔ پھر 1923 میں بعمر 24 سال اپنے اسلاف کے نقش قدم پر مشقتیں بسر وچشم برداشت کرتے ہوئے حصول علم کی خاطر پیدل عازم دہلی ہوئے، جہاں مدرسہ زبیدیہ میں حکیم عبداللہ بہاری (شاگرد سید نذیر دہلوی) کے پاس تین برس تک زیور علم سے آراستہ ہوتے رہے۔ اس کے بعد مدرسہ میاں پھاٹک حبش خان میں داخلہ لیا اور یہاں آپ کو مولانا شرف الدین ملتانی اور مولانا محمد یونس بہاری کی شاگردی نصیب ہوئی۔ یہیں سے ۱۳۵۳ھ بمطابق 1933 میں سند فراغت حاصل کر کے وطن عزیز واپس آئے۔

ان کے علاوہ حکیم عبداللہ سے علم طب بھی حاصل کیا۔ چنانچہ آپ علاقہ غواڑی میں طب وحکمت کا بھی کام کرتے تھے۔

☆ **تلامذہ:**

آپ کے بعض تلامذہ درج ذیل ہیں:

۱۔ الشیخ عبدالرشید صدیقی حفظہ اللہ

۲۔ الشیخ محمد حسین آزاد حفظہ اللہ

۳۔ الشیخ عبدالسلام براہوی مرحوم

۴۔ الشیخ عبدالمتین مرحوم

۵۔ الشیخ ابونعیم عبدالحئ مدنی حفظہ اللہ

۶۔ مولانا محمد یوسف کھرفقی حفظہ اللہ

۷۔ مولانا اسماعیل حاجی خلیل الرحمٰن حفظہ اللہ

۸۔ میرواعظ سید مہدی شاہ حفظہ اللہ

☆ آپ کی دینی وملی خدمات:

جناب موصوف نے دینی وملی اور علاقائی خدمات کے حوالے سے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ ہندوستان سے وطن مراجعت فرمانے کے بعد تین برس تک اپنے محلّہ ''منوا'' کی مسجد میں طلباء کو درس دیتے رہے۔ جب دارالعلوم کے انتظام وانصرام میں خاصی بہتری آئی تو تمام تلامذہ کو دارالحدیث (دارالعلوم) میں داخل کرادیا، جن کی تعداد 50 تھی۔ پھر آپ اپنے مطب اور زراعت وغیرہ کے ذریعے کسب حلال میں مصروف ہوگئے۔ لیکن شیخ الحدیث مفتی عبدالقادرؒ جب جماعتی اموراور تبلیغ دین کے سلسلے میں کہیں تشریف لے جاتے تو تمام شاگردوں کوآپ کے حوالے کردیتے۔

۲۔ مولانا انصاریؒ، ناظم دارالعلوم حاجی خلیل الرحمٰنؒ کے عہد میمون میں دارالعلوم کی انتظامیہ اورمجلس شوریٰ کے امیر تھے۔ حاجی علیہ الرحمۃ ہر آڑے وقت میں آپ کو بلاکر ہنگامی اجلاس طلب کرتے۔ دارالعلوم کے بہت سے پرانے دستاویزات میں آپ کے دستخط ثبت ہیں۔

۳۔ مفتی کریم بخش علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد آپ جامع مسجد غواڑی کے مستقل خطیب تھے۔ حاجی خلیل الرحمٰنؒ نے اسی حوالے سے آپ کو''امیر المنابر'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ آپ کے خطبہ وتقاریر سے فیض یاب ہونے والے بہت سے بزرگ آپ کے خطبوں کی تعریف میں آج بھی رطب اللسان ہیں۔ آپ اپنی غیر موجودگی میں خطابت کا بارگراں اپنے بھانجے مولوی عبدالمتینؒ کے کندھے پر ڈالتے تھے۔ جناب مؤرخ بلتستان شیخ خلیل الرحمٰنؒ نے مولانا انصاری کے دور کو بلتستان میں تبلیغ توحید کے''ادوارستہ میں سے دور سادس'' قرار دیا ہے۔

۴۔ مولانا انصاری قضاوافتاء میں بھی حظ وافر رکھتے تھے۔ اگرچہ جماعتی سطح پر مفتی کریم بخش قاضی تھے۔ لیکن ہنگامی

اوقات میں اور محلّہ یول، زنگی با، منوا، شفوا وغیرہ کے مقامی تنازعات میں آپ بروقت فیصلہ صادر کرتے تھے۔ اور آپ کے ذریعہ تصفیہ کرانے میں اہلحدیث، نور بخشیہ اور شیعہ مکتب فکر یکساں تھے۔

۵۔ جامع مسجد اہلحدیث غواڑی کا سنگ بنیاد راجہ خرم کے عہد ۱۲۴۵ھ بمطابق 1829 میں رکھا گیا اور ۱۳۶۰ھ بمطابق 1942ء تک میں سالخوردگی کا شکار ہو چکی تھی۔ چنانچہ مولانا موسیٰ، مفتی کریم بخش اور ان کے شاگرد رشید مولانا محمد ابراہیم انصاری کی مساعی جمیلہ سے اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ جماعتی شاعر حاجی خلیل الرحمٰن اس کی تاریخ یوں بیان کرتے ہیں:

چو تدبیر کرد عالمانِ ایں دور | بیاید کرد تعمیر از ید نورؒ
بحکم مولوی موسیٰؒ و مفتیؒ | ز تعمیر شد فراغت از ید نورؒ
بیمن سعی ابراہیم انصاری | چو بیت القدس ایں ہم گشت پر نور
ہزار و سہ صد و ستون ہجری | کہ لفظ ''غم کش (۱۳۶۰)'' است ایں تاریخ پرنور

۶۔ آپ علاقہ غواڑی کو درپیش عوامی مسائل حل کرنے میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ اور ایسے سرکردہ قسم کے علماء میں سے تھے جن کی معاشرے پر گہری گرفت ہوتی ہے۔ پرانے سرکردگان غواڑی آج بھی آپ کی خدمات اور فیصلہ کن باتوں کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ شاعر کے الفاظ میں:

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں، وہ نقشے یاد ہیں | کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشان ہوگئیں

ہمارے ممدوح اپنے اسلاف کی طرح کتابوں کے شیدائی تھے۔ یہی جذبہ اور شوق تھا کہ ہندوستان سے کافی تعداد میں مختلف فنون کی کتابیں ساتھ لائی تھیں۔

مقام حیرت ہے کہ ان عظیم اور جلیل القدر ہستیوں نے اتنی کتب کیونکر سینکڑوں، ہزاروں میل دور نشیب وفراز اور بل کھاتے ہوئے پرخطر و جان لیوا راستوں سے پاپیادہ لے آئے۔ یقیناً یہ ہستیاں اس کلام کے عملی ترجمان تھیں:

ہمارا کام کیا دنیا سے، مکتب ہے وطن اپنا | چلیں گے جب کہ دنیا سے، ورق ہوں گے کفن اپنا

آج بھی دار العلوم کی لائبریری میں دہلی اور ہندوستان سے لائی ہوئی پرانی اور ضخیم کتابیں ان اسلاف کے حب الکتب کی ترجمانی کرتی ہیں۔ ان پڑھ بزرگ موجودہ چھوٹے سائز کی کتابیں دیکھ کر کہتے ہیں کہ آج کل کے طلباء چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھتے ہیں تو علم بھی ان کا کم اور کچا ہے، جبکہ دہلی سے آنے والے علماء بڑی بڑی کتابیں پڑھتے اور پڑھاتے تھے تو ان کے علوم بھی پختہ اور زیادہ ہوا کرتے تھے۔ عوام کا یہ سادہ طبقہ کتابوں کی ضخامت اور سائز کو ہی علمیت کا پیمانہ گردانتا ہے۔

مولانا انصاریؒ مستجاب الدعوۃ بھی تھے [illegible] آپ نے نماز استسقاء پڑھائی، جونہی فارغ ہو کر لوگ میدان سے باہر